www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الحدیث مفتی عبید اللہ عفیف

رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں وراثت کا مسئلہ؟

اہل بیت النبی ﷺ کا نفقہ، سیدہ فاطمہؓ کی رضامندی، وراثت جاری نہ ہونے کی حکمتیں

احادیثِ کثیرہ، مشہورہ، صحیحہ، مرفوعہ کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ انبیاء رضی اللہ عنہم نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ان کا وارث ہوتا ہے۔ چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیے:

① عن عائشة رضی الله عنها أن فاطمة والعباس أتيا أبابكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله ﷺ وهما يومئذ يطلبان أرضيهما من فدك وسهمه من خيبر فقال لهما أبوبكر سمعت رسول الله ﷺ يقول: «لا نورث ما تركنا صدقة، إنما يأكل آل محمد من هذا المال» قال أبوبكر: والله لا أدع أمرا رأيت رسول الله ﷺ يصنعه إلا صنعتُه. قال: فهجرته فاطمة فلم تكلمه في ذلك حتي ماتت[1]

"اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ ﷺ کا ترکہ مانگتے تھے۔ یعنی جو زمین آپؐ کی فدک میں تھی اور جو حصہ خیبر کی اراضی میں تھا، وہ طلب کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ البتہ بات یہ ہے کہ محمد ﷺ کی آل اس مال سے کھاتی پیتی رہے گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے

[1] صحيح البخاري، باب قول النبي ﷺ لا نورث ما تركنا صدقة:٢/٩٩٥، صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب حكم الفيء: ٢/ ٩٢، ٩٣، نيل الأوطار: ٦/٢

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی فرمایا: اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو جو کام کرتے دیکھا، میں اسے ضرور کروں گا، اُسے کبھی چھوڑنے کا نہیں۔ اس جواب کے بعد حضرت فاطمہؓ نے ملاقات میں انقباض سے کام لیا اور چھ ماہ کے بعد وفات پاگئیں۔"

نواب وحید الزمان لکھتے ہیں:

"حضرت فاطمہؓ کی یہ ناراضگی بہ تقاضائے صاحبزادگی تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا کوئی علاج نہ تھا، کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان «ما ترکنا صدقة» کے سامنے بے بس تھے، مزید بحث آگے آرہی ہے۔

② عن أبي بكر الصديق عن النبي ﷺ قال: «لا نورث ما تركناه صدقة»[2]

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

③ وعن عمر أنه قال لعثمان وعبد الرحمٰن بن عوف والزبير وسعد وعلي والعباس: أنشدكم الله الذي بإذنه تقوم السماء والأرض أتعلمون أن رسول الله ﷺ قال: «لانورث ماتركناه صدقة» قالوا: نعم[3]

"حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان، عبد الرحمٰن بن عوف، زبیر، سعد، علی اور عباس رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں آپ سب کو اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم کے ساتھ آسمان اور زمین اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو مال چھوڑ جائیں، وہ صدقہ یعنی بیت المال کی ملکیت ہوتا ہے تو ان سب نے ہاں میں جواب دیا۔"

④ وعن عائشة رضي الله عنها أن أزواج النبي ﷺ حين توفي رسول الله ﷺ أردن أن يبعثن عثمان إلى أبي بكر يسئلنه ميراثهن، فقالت عائشة أليس قد قال رسول الله ﷺ: «لانورث ماتركنا صدقة»[4]

1 متفق علیہ و نیل الاوطار: ۶/۷۶
2 ایضاً: ۶/۷۶
3 صحیح البخاری: ۲/۹۹۶ ؛ صحیح مسلم: ۲/۹۱ ؛ نیل الاوطار: ۶/۷۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو آپ ﷺ کی بیویوں نے یہ ارادہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں اور اپنے ورثہ کا مطالبہ کریں تو اس وقت میں (عائشہؓ) نے اُن کو کہا: کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں۔ ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔"

⑤ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «لا تقتسم ورثتي دينارًا ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة»[1]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے وارث اگر میں ایک اشرفی چھوڑ جاؤں تو اس کو تقسیم نہیں کر سکتے بلکہ جو جائیداد میں چھوڑ جاؤں اس میں سے میری بیویوں اور عملہ کا خرچ نکال کر جو بچے، وہ سب اللہ کی راہ میں خیرات کیا جائے۔"

⑥ وعن أبي هريرة أن فاطمة رضى الله عنها قالت لأبي بكر من يرثك إذا متَّ؟ ولدى وأهلى قالت: فما لنا لا نرث النبى ﷺ قال: سمعت النبى ﷺ يقول: «إن النبى لا يورث» ولكن أعول من كان رسول الله ﷺ يعول و أنفق علىٰ من كان رسول الله ﷺ ينفق[2]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خواتین جنت کی سردار سیدہ فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب آپ وفات پائیں گے تو آپ کا وارث کون ہو گا؟ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میری اولاد اور میری بیوی میری وارث ہو گی۔ تو اس جواب پر سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا: پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے وارث کیوں نہیں تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا، لیکن میں (ابو بکر) ہر اس شخص کی کفالت کروں گا جس کی رسول اللہ ﷺ کفالت

1 صحیح بخاری: ۲/ ۹۹۶ ؛ صحیح مسلم: ۲/ ۹۲
2 رواہ احمد والترمذی وصححہ؛ نیل الاوطار: ۶/ ۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے رہے اور اس شخص پر خرچ کرتا ہوں گا جس پر رسول اللہ ﷺ خرچ فرماتے رہے۔"

اعتراض: ما ترکنا صدقةٌ کی تاویل کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ یہ دراصل لایورث ما ترکنا صدقةً ہے جس میں صدقةً منصوب ہے جو ترکیب جملہ میں حال واقع ہوا ہے۔ والتقدير لا يورث الذي تركناه حال كونه صدقةً "ہمارے ترکہ میں قانون وراثت جاری نہیں ہوا، درآنحالے کہ وہ صدقہ ہو۔"

جواب: یہ تاویل باطل ہے کیونکہ سلف اور خلف محدثین نے تسلسل وتوارد کے ساتھ صدقةٌ کو مرفوع روایت کیا ہے۔ یعنی ما ترکنا محل رفع میں مبتدا اور صدقةٌ اس کی خبر ہے لہٰذا صدقةٌ کو صدقةً منصوب پڑھنا باطل ہے، جیسا کہ امام شوکانی تصریح فرماتے ہیں:

لا نورث بالنون وهو الذي توارد عليه أهل الحديث في القديم والحديث كما قال الحافظ في الفتح وما تركنا موضع الرفع بالإبتداء و صدقةٌ خبره[1]

مزید برآں حدیث نمبر ۵ (روایت ابی ہریرہؓ) کے الفاظ «ما تركت بعد نفقة نسائي ومؤنة عاملي فهو صدقة» اور اسی حدیث میں «لا تقتسم ورثتي» اور حدیث نمبر ۶ میں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ «أن النبي لا يورث» کے الفاظ اس تاویل کے غلط ہونے پر شاہدِ عدل ہیں۔ نیز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہؓ کے موقف کے خلاف ان الفاظ «ما تركنا صدقةٌ» کو بطورِ دلیل پیش فرمانا اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا خاموش ہو جانا بھی اس تاویل کے بطلان پر قوی برہان ہے۔ حالانکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ دونوں أفصح الفصحاء وأعلمهم بدلالة الألفاظ تھے۔ یعنی وہ دونوں لغتِ عربی کے ماہر اور عربی الفاظ کے معانی اور ان کی نزاکتوں کے شناور تھے۔

اگر حدیث ما ترکنا صدقة کی عبارت اس طرح ہوتی جس طرح معترض کا کہنا ہے تو پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس سے دلیل پکڑنا صحیح نہ ہوتا اور نہ اُن کا یہ جواب سوال کے مطابق

[1] نیل الاوطار: ۶/۷۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا اور نہ سیدہ فاطمہؓ ان کے اس غلط جواب پر سکوت اختیار فرمائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مطلب صرف یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں وراثتِ مالی جاری نہیں ہوتی لہٰذا بطورِ میراثِ مالی آپ کا ترکہ اہل بیت کو منتقل نہیں ہو سکتا۔ رہی کفالت تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستور کے مطابق حسبِ سابق بحیثیت خلیفة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میری اوّلین ترجیح اور اہم ترین ذمہ داری ہے جیسا کہ پہلی حدیث (روایت عائشہؓ) میں ہے: إنما يأكل آل محمد من هذا المال قال أبوبكر: لا أدع أمرًا رأيت رسول الله ﷺ يصنعه إلا صنعته[1]

اس عبارت میں یہ اوّلین ترجیح اور اہم ترین ذمہ داری صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے۔ مزید احادیث پڑھیے:

⑦ عن عروة عن عائشة أن فاطمة والعباس أتيا أبابكر يلتمسان ميراثهما أرضه من فدك وسهمه من خيبر فقال أبوبكر سمعتُ النبي ﷺ يقول: «لا نورث ما تركنا صدقة» إنما يأكل آل محمد ﷺ في هذا المال والله لقرابة رسول الله ﷺ أحب إلي أن أصل من قرابتي[2]

"حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ اور عباس رضی اللہ عنہ (دادا، پوتی) نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بطورِ میراث فدک کی اراضی کی آمدنی اور خیبر کے خمس (دونوں میں اپنے مالی حقوق) کا مطالبہ کیا۔ (جواب میں) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہم انبیا علیہم السلام کی وراثت (مالی) جاری نہیں ہوتی۔ جو کچھ چھوڑ کر ہم رخصت ہوتے ہیں، وہ (اللہ کی راہ میں وقف اور) صدقہ ہوتا ہے۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں فرمایا کہ مذکورہ بالا اموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتی پیتی رہے گی۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ

۱ صحیح بخاری: ۲/۹۹۵
۲ صحیح بخاری: ۲/۵۷۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلہ رحمی مجھے اپنے قرابت داروں کی صلہ رحمی سے کہیں زیادہ محبوب ہے۔"

⑧ اس ترجیح پر مکمل عمل کا ثبوت یہ حدیث ہے:

عن عبدالرحمان بن أبي ليلى قال سمعت عليًّا يقول اجتمعت أنا والعباس وفاطمة و زيد بن حارثة عند النبي ﷺ فقلت: يا رسول الله ﷺ! إن رأيت إن تولّيني حقنا من هٰذا الخمس في كتاب الله عزوجل فاقسمه حياتك كيلا ينازعني أحد بعدك فافعل قال: ففعل ذلك قال: فقسمته حياة رسول الله ﷺ ثم ولانيه أبوبكر حتى إذا كانت آخر سنة من سني عمر فإنه أتاه مال كثير فعزل حقنا ثم أرسل إلي فقلت بنا عنه العام غنًا وبالمسلمين إليه حاجة فاردده عليهم فردّه عليهم[1]

"عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے عباس، فاطمہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم قرابتِ داران نبی ﷺ کا جو حصہ مالِ خمس میں بنتا ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کی تقسیم کی ذمہ داری اپنی زندگی میں مجھے سونپ دیں تو بہتر ہو گا تاکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص ہمارے ساتھ اس معاملہ میں جھگڑا نہ کر سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کام کا متولی بنا دیا۔ آپ کے عہد میں، میں اس خمس کے حصہ کو (بنوہاشم میں) تقسیم کرتا رہا۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے اس عہدہ پر قائم رکھا حتیٰ کہ جب فاروقی خلافت کے آخری سال ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بہت سامالِ غنیمت آیا۔ پس اُنہوں نے ہمارا حق خمس علیحدہ کر کے میرے پاس بھیجا (اور فرمایا کہ حسبِ سابق اس مال کی تقسیم کر دو) تو میں نے جواب میں کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم لوگوں (بنوہاشم) کی اب معاشی حالت مستحکم ہے، دوسرے لوگ محتاج اور ضرورت مند ہیں۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ہمارا یہ حصہ) محتاج مسلمانوں کے لیے بیت المال میں جمع کر دیا۔"

1 سنن أبي داؤد، كتاب الخراج: باب مواضع قسم الخمس وسهم ذي القربىٰ: ٢/ ٦٠

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت خلیفۃ الرسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اس ترجیح پر اس طرح عمل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضع کردہ دستور کے مطابق مالِ خمس وغیرہ کی آمدنی کا وہ حصہ جو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا تھا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں دے دیا اور پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اسی دستور پر عمل کیا اور نہ صرف حضرت خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسی دستور پر عمل رہا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی اولاد پشتوں تک اس کی متولی اور نگران بنتی چلی گئی جیسا کہ صحیح بخاری میں اوس بن حدثان کی طویل حدیث کے آخر میں ہے:

فكانت هذه الصدقة بيد علي منعها علي عباسا فغلبه عليها ثم كان بيد حسن بن علي ثم بيد حسين بن علي ثم بيد علي بن حسين وحسن بن حسن كلاهما كانا يتداولانها ثم بيد زيد بن حسن وهي صدقة رسول الله ﷺ حقًا[1]

”مدینہ کے اَموال بنی نضیر وغیرہ میں ہاشم و آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے دستِ تصرف میں تھا۔ اختلافِ رائے کی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس مال کی نگرانی سے روک دیا۔ پھر یہ مال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی تولیت میں تھا پھر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا بعد ازاں حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اور حسن بن حسن رحمہ اللہ کی تولیت میں تھا وہ دونوں باری باری اس کے نگران ہوتے تھے پھر ان دونوں کے بعد زید بن حسن کے ہاتھ میں تھا۔ یقیناً یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ تھا۔“

ان احادیثِ صحیحہ سے یہ حقیقتِ واقعیہ اُبھر کر سامنے آتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ادوارِ خلافت میں بنو ہاشم اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مالِ خمس وغیرہ سے ان کا حصہ پورا پورا ملتا تھا، اُن کا حق کسی نے دبایا اور نہ غصب کیا۔ ضائع کیا اور نہ خورد برد کیا۔

---

[1] صحیح بخاری: ۲/ ۵۷۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِن احادیث کا ماحصل

① رسول اللہ ﷺ کی آلِ کریم اور قرابت داروں کا جو حق مالِ خمس اور مالِ فے میں تھا، وہ ان کو کما حقہ باقاعدہ ملتا رہا۔ تاہم ان اموال کی ملکیت بطورِ وراثت ان کو نبی کریم ﷺ کے فرمان کی بنا پر منتقل نہ ہوئی۔

② اس حصہ کے متولی اور متصرف خود حضرت علیؓ تھے۔ ان کے بعد اس حصہ کی نگرانی ان کی پشتوں میں منتقل ہوتی رہی۔

③ آلِ رسول ﷺ اور بنو ہاشم کی حق تلفی کی داستانیں بالکل خانہ ساز اور جعلی ہیں۔

فیصلہ صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں شیعی شہادتیں

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آلِ رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ فیصلہ اس قدر حق اور صواب تھا کہ سنی علما کی شہادتیں تو در کنار خود شیعہ اہل علم اپنے ائمہ اہل بیت کے حوالہ سے اس فیصلہ کو مبنی بر حق وصواب تسلیم کرتے چلے آرہے ہیں، جیسا کہ شیعہ علما لکھتے ہیں:

امام باقر کی شہادت: علامہ ابو حامد عبد الحمید المعروف ابن ابی الحدید شیعی (متوفی ۶۵۶ھ) بہ اسنادِ جناب محمد باقر (امام پنجم شیعہ) سے روایت کرتے ہیں:

عن كثير النواء قال قلت لأبي جعفر محمد بن علي جعلني الله فداك أرأيت أبابكر وعمر هل ظلماكم من حقكم شيئًا أو قال ذهبًا من حقكم بشيء فقال: لا والذي أنزل القرآن علىٰ عبده ليكون للعالمين نذيرًا، ما ظلمنا من حقنا مثقال حبة من خردل. قلت جعلت فداك، أفأتولاهما قال نعم: ويحك تولاهما في الدنيا والآخرة وما أصابك ففي عنقي، ثم قال: فعل الله بالمغيرة وتبيان، فإنهما كذبا علينا أهل البيت[1]

"کثیر النوا کہتے ہیں، میں نے جناب محمد باقر سے پوچھا کہ کیا ابو بکرؓ اور عمرؓ نے تمہاری کوئی حق تلفی کی ہے تو اُنہوں نے میرے جواب میں فرمایا: قرآن نازل کرنے والے

1 شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۴/۱۱۳، الفصل الاول بحث فدک؛ و رحماء بینھم: ۱/۱۰۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ربّ تعالیٰ کی قسم! ان دونوں نے رائی کے دانے برابر بھی ہماری حق تلفی نہیں کی تو پھر میں نے پوچھا کہ کیا میں ان دونوں سے دوستی رکھوں تو اُنہوں نے فرمایا: دنیا اور آخرت دونوں میں ان کی دوستی کا دم بھرو۔ اگر ان کی دوستی پر تجھ سے کچھ مؤاخذہ ہوا تو اس کی ذمہ داری میری گردن پر ہے۔ اللہ مغیرہ اور تبیان کو غارت کرے، وہ آلِ نبی پر ظلم و ستم کے جھوٹے قصے اور داستانیں گھڑتے رہتے ہیں۔''

امام زید بن زین العابدین ؒ کی شہادت: فرماتے ہیں:

وأيم الله لو رَجع الأمر إلىٰ لقضيتُ فيه بقضاء أبي بكر[1]

''یعنی امام زید شہید فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر فدک کی تقسیم کا مقدمہ میری طرف لوٹ کر آتا تو میں بھی اس کا وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر صدیقؓ نے فیصلہ[2] کیا تھا۔'' یعنی امام کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فیصلہ بالکل درست اور صحیح تھا۔

حدیثِ ابوبکرؓ اور علماے شیعہ

جناب محمد باقر اور جناب زید جیسے کبار ائمہ شیعہ نے خلیفہ رسول ﷺ بلا فصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کو صائب اور مبنی برحق فیصلہ اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ متواتر حدیث «وما تركنا صدقة» خود ان ائمہ کرام کے علم و تحقیق کے مطابق زیر بحث قضیہ میں ایسی نصِ قطعی اور برہانِ جلی ہے کہ اس کا انکار ان بزرگوں کے نزدیک مکابرہ (مدافعة الحق بعد العلم به) اور پرلے درجہ کی ہٹ دھرمی کے مترادف تھا۔ اور یہ متواتر حدیث نہ صرف ان ائمہ کرام کے علم میں تھی بلکہ یہ اہل علم کے ہاں اس قدر متداول ہے کہ اکابر شیعی محدثین بھی اسکو اپنی صحاح اور دوسری کتبِ معتبرہ میں روایت کرتے چلے آرہے ہیں:

① چنانچہ چوتھی صدی کے مشہور شیعی محدث محمد بن یعقوب کلینی رازی (م ۳۲۹ھ) اپنی کتاب اُصولِ کافی میں بروایت ابوالبختری امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے حسبِ ذیل الفاظ میں روایت کرتے ہیں:

---

۱ شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ۴/ ۱۱۳

۲ یہ فیصلہ السنن الکبریٰ از بیہقی ۶/ ۳۰۲ باب بيان مصرف أربعة أخماس الفيء میں بھی موجود ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن أبي عبد الله قال إن العلماء ورثة الأنبياء وذٰلك أن الأنبياء لم يورثوا درهمًا ولا دينارًا وإنما ورثوا أحاديث من أحاديثهم فمن أخذ بشيء منها أخذ بحظ وافر[1]

''حضرت جعفر صادق نے فرمایا: ہر گاہ علما انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں، اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت درہم و دینار کی صورت میں نہیں ہوتی۔ وہ اپنی حدیثیں وراثت میں چھوڑتے ہیں جو اُنہیں لے لیتا ہے، اُس نے پورا حصہ پا لیا یعنی جو اِن احادیث کو حاصل کرلے، وہی وراثتِ نبوی ﷺ کا حامل اور وارث ہوتا ہے۔''

④ علامہ ابو منصور احمد بن علی طبرسی، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حسبِ ذیل حدیث بلا کسی ردّ وقدح کے یوں روایت کرتے ہیں:

إني أشهد الله وكفى به شهيدًا أني سمعت رسول الله ﷺ يقول: «نحن معاشر الأنبياء لا نورث ذهبًا ولا فضة ولا دارًا ولا عقارًا وإنما نورث الكتاب والحكمة والعلم والنبوة وما كان لنا من طعمة فلولي الأمر بعدنا أن يحكم فيه بحكمه»[2]

''حضرت فاطمہ الزہراؓ کے مطالبۂ وراثتِ مالی کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔ ہر گاہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے ہیں: ہم انبیاء کی جماعت اپنے بعد کسی کو سونے، چاندی، گھر اور اراضی کا وارث نہیں بناتے۔ ہم صرف کتاب و حکمت، علم اور نبوت سے متعلق اُمور کا وارث بناتے ہیں، رہے ہمارے ذرائع معاش تو وہ ہمارے بعد ہونے والے خلیفہ کی سپرداری میں چلے جاتے ہیں، وہ ان میں اپنی صوابدید کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔''

⑤ حدیث «مَا تركنا صَدقة» کی صحت اتنی عالم آشکارا ہے کہ شیخ ابوریہ محمود اور سید محمد باقر موسوی خراسانی جیسے کٹر شیعہ عالم بھی اس کو صحیح تسلیم[3] کرتے ہیں۔

١ اُصول کافی: ۱/ ۳۲

۲ احتجاج الطبرسی: ۱/ ۱۰۴

۳ ایضاً: ج ۱/ ص ۱۰۴ و ۱۰۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ تیسری صدی کے مشہور شیعی محدث فرات بن ابراہیم ابن الفرات الکوفی اپنی تفسیر 'الفرات' میں روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ما أرث منك یارسول الله ﷺ! یارسول اللہ! میں آپ ﷺ کی وراثت میں کیا پاؤں گا؟ تو آپ ﷺ نے میرے جواب میں فرمایا:

فقال: «ما ورث الأنبياء من قبلي...»

"جو کچھ مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام اپنی وراثت میں دیتے رہے ہیں، وہی آپ بھی حاصل کریں گے۔"

حضرت علیؓ نے پھر سوال کیا: ما ورثت الأنبياء من قبلك؟

"آپ ﷺ سے پہلے کے انبیائے کرام اپنی وراثت میں کیا چھوڑتے رہے؟"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كتاب ربهم وسنة نبيهم "اپنے ربّ کی کتاب اور نبی کی سنت"[1]

کیا سیدہ فاطمہؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ناراض فوت ہوئیں؟

پہلے ہم علماء اہل سنت کی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنہایۃ اور دیگر کتبِ اہل سنت کی روایات پیش کریں گے پھر شیعہ علماء کی کتبِ معتبرہ کی روایات حوالہ قرطاس ہوں گی:

① حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) تصریح فرماتے ہیں:

فلما مرضت جاءها الصديق فدخل عليها فجعل يترضاها فرضيت[2]

"جب فاطمہؓ بیمار پڑ گئیں تو حضرت ابو بکرؓ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کو راضی کرنے لگے حتیٰ کہ حضرت فاطمہؓ ان سے راضی ہو گئیں۔"

② امام محمد بن سعد (متوفی ۲۳۰،۲۳۵ھ) کی تصریح:

أخبرنا عبد الله بن عمر حدثنا إسماعيل عن عامر الشعبي قال جاء

۱ کتاب تفسیر فرات: ص ۸۲ بحوالہ تحفۃ الشیعہ

۲ البدایۃ والنہایۃ: ۶/۳۳... نیز دیکھئے العواصم من القواصم: ص ۳۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أبوبكر إلىٰ فاطمة حين مرضت فاستأذن. فقال علي: هٰذا أبوبكر على الباب فإن شئتِ أن تأذن له. قالت وذلك أحب إليك، قال نعم فدخل عليها واعتذر إليها وكلّمها فرضيتْ عنه[1]

''حضرت عامر شعبیؒ کہتے ہیں جب حضرت فاطمہ زہراؓ بیمار پڑ گئیں تو حضرت ابو بکرؓ ان کے پاس تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر اندر داخل ہونے کی اجازت طلب فرمائیں تو حضرت علیؓ نے کہا: اے فاطمہؓ! ابو بکرؓ اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں (اگر اجازت ہو) تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: اگر آپ کو ان کے اندر آنے پر اعتراض نہ ہو تو تشریف لے آئیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تب ابو بکر صدیقؓ اندر آگئے اور معذرت کرتے ہوئے ان کو راضی کرنے لگے۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کی معذرت کو پذیرائی بخشتے ہوئے صلح کر لی اور ان سے راضی ہو گئیں۔''

④ امام بیہقی کی تصریح:

عن الشعبي قال لما مرضت فاطمة أتاها أبوبكر الصديق فاستأذن عليها فقال علي: يا فاطمة! هٰذا أبوبكر يستأذن عليك فقالت أتحب أن أذن له قال نعم فأذنت له فدخل عليها يترضاها وقال والله ماتركت الدار والمال والأهل والعشيرة إلا ابتغاء مرضاة الله ومرضاة رسوله ومرضاتكم أهل البيت ثم ترضاها حتى رضيت. هٰذا مرسل حسن بإسناد صحيح[2]

''جب حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بیمار ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ ابو بکر صدیقؓ اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ اگر ان کا آنا آپ کو پسند ہے تو ٹھیک، حضرت علیؓ نے فرمایا: ان کا اندر آنا مجھے گوارا ہے۔ اجازت ہوئی، ابو بکر صدیقؓ اندر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کی رضا

---

1 طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۷، تذکرہ فاطمہ؛ ورحماء بینھم: ۱/ ۱۴۷؛ ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ: ۱/ ۱۱۵

2 السنن الکبریٰ للبیہقی مع الجوہر النقی: ۶/ ۳۰۱؛ فتح الباری: ۶/ ۱۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندی حاصل کرنے کی خاطر گفتگو شروع کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی رضامندی کی خاطر اور آپ (اہل بیت) کی خوشنودی کے لیے ہم نے گھر بار مال و دولت، خویش و اقربا کو چھوڑا۔ اس طرح کی گفتگو کا سلسلہ شروع رکھا حتی کہ سیدہ فاطمہؓ ابو بکر صدیقؓ سے راضی ہو گئیں۔"

④ امام اوزاعی کی تصریح:

عن الأوزاعي قال: فخرج أبوبكر حتى قام علىٰ بابها في يوم حار ثم قال لا أبرح مكاني حتى ترضى عني بنت رسول الله ﷺ فدخل عليها علي فأقسم عليها لترضى فرضيت[1]

"امام اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ایک گرم دن میں حضرت فاطمہؓ کے دروازہ پر پہنچے اور فرمایا: جب تک رسول زادی مجھ سے راضی نہ ہوگی یہاں سے ہٹنے کا نہیں۔ حتی کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور ان کو قسم دی کہ آپ ابو بکرؓ سے راضی ہو جائیں تو اس پر حضرت فاطمہؓ راضی ہو گئیں۔"

اگر بالفرض حضرت فاطمہؓ واقعی مطالبہ میراث پورا نہ ہونے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ناراض ہو گئی تھیں تو ان چاروں روایات کے مطابق ان کا راضی ہو جانا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

شیعی روایات

① علامہ ابن میثم بحرانی مشہور شیعہ فاضل اور شارح نہج البلاغہ اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت فاطمہؓ کی باہمی بات چیت منقول ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہیں:

قال إن لك ما لأبيك كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدك فوتكم ويقسم الباقي و يحمل منه في سبيل الله ولك علىٰ الله أن أضع بها كما كان يصنع فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه[2]

---

[1] أخرجه ابن السمان في الموافقه، رياض النضرة في مناقب العشر المبشرة: ۱/۱۵۶، ۱۵۷ وتحفۂ اثنا عشریہ جواب طعن سیزدہم

[2] شرح نہج البلاغہ لابن میثم بحرانی: ۵/۱۰۷؛ الشیعۃ واہل البیت از حافظ احسان الٰہی ظہیر: ص ۸۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابو بکر صدیقؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے کہا کہ آپ کے لیے حقوق وہی ہیں جو آپ کے والدِ گرامی کے لیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ فدک کی پیداوار سے آپ لوگوں کا خرچ خوراک علیحدہ کر کے باقی ماندہ آمدن کو محتاجوں میں بانٹ دیتے تھے اور کچھ حصہ سے اللہ کی راہ میں سواری اور ہتھیار وغیرہ خرید اکرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آپ کا مجھ پر حق ہے۔ فدک کے بارے میں وہی کچھ کروں گا جو طریقہ خود رسول اللہ ﷺ اختیار فرماتے تھے۔ پس اس چیز پر وہ ابو بکر صدیقؓ سے راضی ہو گئیں اور اس پر اُنہوں نے ابو بکرؓ سے پختہ وعدہ اور اقرار لے لیا۔"

۲ مشہور شیعہ عالم اور شارح نہج البلاغہ ابراہیم بن حاجی حسین بن علی انبلی لکھتے ہیں:

وذلك إن لك ما لأبيك كان رسول الله ﷺ يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقي ويحمل من في سبيل الله ولك علیٰ الله أن أصنع بها كما كانا يصنع فرضيت بذلك و أخذت العهد عليه به[1]

"حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک کے بارے میں مطمئن کرتے ہوئے فرمایا: آپ کے والدِ گرامی کے لیے جو حقوق تھے وہی آپ کے لیے طے شدہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فدک کی پیداوار سے تمہارے اخراجات الگ کر لیتے تھے اور باقی کو حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیتے تھے اور اللہ کی راہ میں اس سے سواری وغیرہ خرید لیتے تھے۔ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے مجھ پر آپ کا حق ہے کہ فدک کے متعلق میں وہی طریقہ اپناؤں جو طریقہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رکھا تھا۔ اس گفتگو کے بعد حضرت فاطمہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے خوش اور راضی ہو گئیں۔ اور اس چیز کی پابندی کا حضرت ابو بکرؓ سے پکا اقرار نامہ اور پختہ وعدہ لے لیا۔"

۳ شیعہ کی معتبر کتاب حجاج السالکین میں مرقوم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سیدہ فاطمہؓ کو نہ صرف راضی کر لیا بلکہ سیدہ فاطمہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے اس صحیح فیصلہ کو بہ اعماقِ قلب تسلیم بھی فرمالیا تھا۔ روایت حسبِ ذیل ہے:

إن أبابكر لما رأى أن فاطمة انقبضت عنه وهجرته ولم تتكلم بعد

[1] کتاب درہ تحفیہ شرح نہج البلاغہ: ص ۳۳۱، ۳۳۲؛ الشیعہ واہل البیت: ص ۷۵؛ ورحماء بینھم: ص ۱۵۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك في أمر فدك كَبُرَ ذلك عنده فأراد استرضاءها فأتاها فقال لها: صدقت يا ابنة رسو ل الله ﷺ فيما ادعيت ولكنى رأيت رسول الله ﷺ يقسمها فيعطى الفقراء والمساكين وابن السبيل بعد أن يعطى منها قوتكم والصانعين فقالت: افعل فيها كما كان أبي رسول الله ﷺ يفعل فيها. قال أشهد الله علي أن أفعل فيها ما كان يفعل أبوك فقالت: والله لتفعلن فقال والله لأفعلن فقالت اللهم اشهد اللهم اشهد فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه وكان أبوبكر يعطيهم منها قوتهم فيعطى الفقرآء والمسكين[1]

"جب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جناب فاطمہؓ کشیدہ خاطر ہو گئی اور بات کرنا چھوڑ دیا تو یہ بات ابو بکرؓ کو شاق گزری اور جناب فاطمہؓ کو رضا مند کرنے کی غرض سے ان کے پاس تشریف لے گئے اور کہا: آپ نے بلا شبہ سچ کہا، اے رسول زادی! لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپؐ فدک کی پیداوار کو تقسیم کر دیا کرتے تھے، محتاجوں، مسکینوں اور مسافروں کو دے دیا کرتے تھے۔ جب کہ پہلے آپ اہل البیت کو خرچ دیتے تھے پھر کام کرنے والوں کو بھی اس سے دیتے تھے۔ جناب فاطمہؓ نے کہا آپ بھی ایسا ہی کریں جیسا میرے والد ماجد رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے تو ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا ہی کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا: آپ اللہ کی قسم کھاتے ہو کہ ایسے ہی کرو گے تو ابو بکرؓ نے کہا: اللہ کی قسم ایسا ہی کروں گا۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے کہا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر حضرت فاطمہؓ نے اُن سے عہد لے لیا۔ ابو بکر صدیقؓ پہلے ان کو خرچ مہیا کرتے اور بعد میں غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیتے۔"

1 آفتاب ہدایت: ص ۲۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکہ نبوی میں وراثت جاری نہ ہونے کی حکمتیں

نبی ﷺ کے ترکہ میں قانونِ وراثت جاری نہ ہونے میں حسبِ ذیل حکمتیں کار فرما تھیں:

پہلی حکمت

① ﴿ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ﴾[1]

"اللہ جس کی روزی چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا، گھٹا دیتا ہے۔"

② ﴿ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ﴾[2]

"اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔"

③ ﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾[3]

"یا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دے رکھا ہے۔"

④ ﴿ وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ﴾[4]

"اللہ تعالیٰ ہی نے تم میں سے ایک کو دوسرے پر رزق میں زیادتی دے رکھی ہے۔"

⑤ ﴿ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ ﴾[5]

"جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو۔"

⑥ ﴿ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ﴾[6]

"تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اللہ ہی کی دی ہوئی ہیں۔"

ان چھ آیات اور اس مفہوم کی دوسری بیسیوں آیاتِ مقدسہ کے مطابق اس دنیا میں

---

۱ الرعد:۲۶

۲ سبا:۱۵

۳ النساء:۵۴

۴ النحل:۷۱

۵ النحل:۱۱۴

۶ النحل:۵۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کے پاس جو کچھ ثروت و دولت، مال اور زندگی کا دوسرا ساز و سامان ہے۔ اس کا حقیقی مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، جو خالق کائنات ہے۔ انسان کے پاس یہ مال و متاع محض چند روز کے لیے بطورِ امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان سے رفع حاجات اور روز مرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے یہ چیزیں مستعار عطا فرما رکھی ہیں جن پر ہمارا کوئی ذاتی استحقاق نہیں۔ لہٰذا اگر انسان کی موت کے بعد اس کا یہ چھوڑا ہوا مال غیر ورثا میں تقسیم کروا دیا جاتا تو بھی ظلم نہ ہوتا۔ جب انسان خود اس مال کا حقیقی مالک نہیں تو اس کے اقارب کیسے مستحق ہو سکتے ہیں؟

مگر بقولِ حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، انسان اپنی جبلت اور کم نظری کی وجہ سے اس مستعار مال کو اپنی ملک سمجھنے لگتا ہے اور موت کے وقت اس مال کو چھوڑنے پر رنجیدہ اور غمگین ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ کریم نے اپنے لطف و کرم اور شفقت و رأفت سے اس کے ترکہ کا وارث اس کے اَقارب کو مقرر فرما دیا تاکہ انسان یہ جان کر مطمئن ہو جائے کہ میری یہ دولت و ثروت اگرچہ میرے ہاتھ سے نکل رہی ہے مگر پھر بھی میرے ہی اقارب کو مل رہی ہے۔

انبیا علیہم السلام کی حقیقت آگاہ نظر پر غفلت کا پردہ نہیں ہوتا۔ ہر چیز کا دنیا میں مستعار ہونا اور مالک و متصرف حقیقی صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہونا ہر وقت ان کے ذہن میں ہوتا ہے۔ جب انبیا علیہم السلام کی دور بین نگاہیں دنیا کی کسی چیز کا اپنے نفوسِ قدسیہ کو مالک اور مستحق ہی تصور نہیں کرتیں تو اُن کا ترکہ ان کے ورثا کو دلا کر اُنہیں مطمئن کرنے کی کوئی حاجت تھی اور نہ ضرورت۔ انبیا علیہم السلام کو نہ زندگی میں یہ تمنا تھی کہ ہمارے اقارب کا ترکہ ہمیں ملے اور نہ ہی اس دارِ فانی سے فوت ہوتے وقت اپنے مال کے چھوٹنے کا کچھ ملال ہوتا تھا۔ پس انبیا علیہم السلام کے لیے مذکورہ بالا طریق سے تسلی اور اطمینان کی سرے سے کوئی حاجت ہی نہ تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حکمت

① ﴿ وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴾[1]

”میں تمہیں جو تبلیغ کر رہا ہوں، اس کا کوئی اجر تم سے نہیں مانگتا بلکہ اس کا اجر ربّ العالمین ہی کے ذمہ ہے جو قیامت کو وہ عطا فرمائے گا۔“

② ﴿ قُلۡ لَّاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِى الۡقُرۡبٰى ﴾[2]

”آپ کہہ دیجئے میں اس (تبلیغ) پر تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر محبت رشتہ داری[3] کی۔“

ان دونوں آیاتِ کریمہ کی تصریح کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا تبلیغ رسالت کے بارے میں یہ طریقہ رہا کہ وہ بغیر کسی معاوضہ کے احکامِ الٰہیہ کی تبلیغ فرماتے تھے اور اعلان کرتے تھے کہ ہم آپ سے کسی معاوضہ کی تمنا نہیں رکھتے، ہمارا اجر تو اللہ ربّ العالمین کے ذمے ہے۔ پس اگر نبی اپنے رشتہ داروں کا وارث ہوتا تو یہ اعتراض خارج از مکان نہ تھا کہ اس نے اپنی اُمت سے مال لیا ہے اسی طرح اگر نبی کا ترکہ اِس کے ورثا پر تقسیم ہوتا تو دشمنانِ نبوت یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ نبوت کی آڑ میں اپنے وارثوں کے لیے دولت اکٹھی کر گیا ہے۔ لہٰذا ان دونوں اعتراضوں کی

---

۱ الشعراء:۱۰۹

۲ الشوریٰ:۲۳

۳ قبائل قریش اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رشتہ داری کا تعلق تھا۔ آیت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ و دعوت کی کوئی اُجرت تم سے نہیں مانگتا، البتہ ایک چیز کا سوال ضرور ہے کہ میری دعوت کو نہیں مانتے تو نہ مانو تمہاری مرضی لیکن مجھے نقصان پہنچانے سے تو باز رہو اور میرے راستے کا روڑہ تو نہ بنو۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے معنی کیے ہیں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو قرابتداری ہے، اس کو قائم رکھو۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الشوریٰ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت اور ان کی تعظیم و تکریم جزو ایمان ہے۔ لیکن اس آیت کا کوئی تعلق اس موضوع سے نہیں جیسا کہ شیعہ حضرات کھینچا تانی کر کے اس آیت کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے جوڑتے ہیں اور پھر آل کو بھی انہوں نے محدود کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ و فاطمہؓ اور حسنینؓ تک۔ نیز محبت کا مفہوم بھی ان کے نزدیک یہ ہے کہ انہیں معصوم اور الٰہی اختیارات سے متصف مانا جائے۔ علاوہ ازیں کفارِ مکہ سے اپنے گھرانے کی محبت کا سوال بطورِ اُجرتِ تبلیغ نہایت عجیب ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ارفع سے بہت ہی فروتر ہے۔ پھر یہ آیت اور سورت مکی ہیں جبکہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان ابھی عقدِ زواج بھی قائم نہیں ہوا تھا یعنی ابھی وہ گھرانہ ہی معرض وجود میں نہیں آیا تھا جس کی خود ساختہ محبت کا اثبات اس آیت سے کیا جاتا ہے۔ (تفسیر احسن البیان: ص۱۳۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیخ ہی کاٹ کر رکھ دی کہ نبی کو نہ کسی سے کچھ لینے کا لالچ اور نہ کسی کو کچھ دینے یا اپنے ورثا کے لیے دولت جمع کرنے کی حرص ہے!! شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حدیث «ماترکنا صدقة» کی حکمت بیان کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

والفرق بين الأنبيآء وغيرهم إن الله تعالىٰ صان الأنبياء عن أن يورثوا الدنيا لئلا يكون ذلك شبهة لمن يقدح في نبوتهم بأنهم طلبوا الدنيا وورثوها لورثتهم[1]

"اگر انبیا علیہم السلام کے ترکہ میں عام قانونِ میراث جاری رکھا جاتا تو دشمنانِ نبوت کو یہ اعتراض کرنے کا موقع ہاتھ آجاتا کہ اُنہوں نے اپنے اور اپنے وارثوں کے لیے مال ودولت جمع کرنے کے لیے نبوت کو آڑ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے «لا نورث ماترکنا صدقة» کا قانون جاری کروا کر اپنے انبیا علیہم السلام کو اس بھونڈے اعتراض سے ہمیشہ کے لیے بچالیا۔"

تیسری حکمت

انبیا علیہم السلام اپنی اپنی اُمت کے روحانی باپ ہوتے ہیں۔ نبی کا یہ روحانی رشتہ ہر فرد بشر سے ہوتا ہے۔ ہر کالے گورے اور سرخ وسپید پر برابر کی شفقت ہوتی ہے۔ اس لیے نبی کا ترکہ تمام اُمت پر صدقہ ہوتا ہے جو بلا کسی امتیاز کے آقا و غلام، مرد و زن، بُرے بھلے، صالح وفاسق، قریب وبعید اور ہر خاص وعام تمام مسلمانوں کے مشترکہ مصالح پر صرف کیا جاتا ہے۔ پس اگر نبی کا ترکہ صرف اُس کے اُصول وفروع پر ہی تقسیم کیا جاتا تو اس کے اقربا کے ساتھ تعلق وشفقت کا خاص ظہور ہوتا جو اُمت کے دوسرے افراد سے بے رخی اور ان کی دل شکنی کا مظہر ہوتا جو کہ شفقت عام کے سراسر منافی ہے۔ فافهم ولا تكن من القاصرين

چوتھی حکمت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے:

«إن هذا الصدقات إنما هي أوساخ الناس لا تحل لمحمد ولا لآل

---

1 منہاج السنۃ: ۲/ ۱۵۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ﷺ»[1]

”صدقات لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل ہے جو میرے لیے اور آلِ محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔“

اور مذکورہ بالا احادیث میں فرمایا: «ماترکنا فھو صدقة» ان دونوں احادیثِ صحیحہ کو باہم ملانے سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا ترکہ اُن کے ورثا پر حرام ہے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

وفي هذا الحكم سر آخر و هو أنه ﷺ إن أخذها لنفسه وجوز أخذها لخاصته والذين يكون نفعهم بمنزلة نفعه كان مظنة أن يظن الظانون ويقول القائلون في حقه ما ليس بحق[2]

” رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر صدقہ کے حرام ہونے میں دوسرا راز یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ اپنے مال کو اپنی ذات کے لیے یا اپنے خاص افراد کے لیے جن کا نفع آپ کا اپنا نفع ہے، کے لیے جائز قرار دیتے تو آپ کے خلاف بدگمانی کرنے والوں اور ناحق اعتراض کرنے والوں کو موقع ہاتھ آجاتا کہ یہ نبی دنیا کا کتنا حریص کہ غربا و مساکین کا حق کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔“

پانچویں حکمت

اگر انبیا علیہم السلام کے ترکہ میں عام رائج قانونِ میراث جاری رکھا جاتا تو ممکن تھا کہ بشری تقاضوں اور دنیا کی حرص کی وجہ سے ان کے ورثا اُن کی موت کا انتظار کرنے لگے جاتے جو ان کے حق میں وَبال ثابت ہوتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نبی کے ورثا کی بہتری کے پیشِ نظر ان کو ترکہ سے محروم کرکے دنیا کا عارضی نقصان برداشت کروا کر آخرت کے وبالِ عظیم اور ہمیشہ کی ہلاکت سے بچالیا۔ میرے علم کے مطابق یہ وہ حکمتیں ہیں جن کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں قانونِ وراثت جاری نہیں فرمایا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[مذکورہ بالا تینوں مباحث مولانا موصوف کے کتابچہ سے ماخوذ اور اُن کا خلاصہ ہیں۔ تلخیص از کامران طاہر]

---

۱ صحیح مسلم: ۱/۳۴۵

۲ حجۃ اللہ البالغۃ: ۲/۴۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ